عظیم مسلمان جغرافیہ دان

الادریسی

ملک محمد فیروز فاروقی

ادریسی کا شمار صف اول کے مسلمان جغرافیہ دانوں میں ہوتا ہے۔ انھوں نے ۱۱ ویں صدی عیسوی میں دیگر مسلمان جغرافیہ دانوں کی طرح اس میدان میں لازوال علمی و تحقیقی خدمات انجام دیں۔ ان کا خصوصی موضوع خطی جغرافیہ اور اس کا بیانیہ مطالعہ تھا۔ عباسی خلافت اور اسپین کی اسلامی حکومت کے دور کی جس وسیع علمی و ثقافتی ترقی نے مسلمانوں کو علم جغرافیہ میں ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز کردیا تھا۔ اسی کے آثار ہمیں قرون وسطیٰ (۵۰۰ تا ۱۵۰۰ء) کی فکری نشوونما کی شاندار تاریخ میں نظر آتے ہیں۔ قرون وسطیٰ میں مسلمان علمانے جغرافیہ نے جغرافیائی سائنس میں ایسی معلومات جمع کیں جن سے یورپ کے علماء صدیوں تک راہنمائی حاصل کرتے رہے۔

دور حاضر کے یورپی محققین اس پر مصر ہیں کہ قرون وسطیٰ کے مسلمان جغرافیہ دنواں کی علمی تحقیقات نے یورپ پر کوئی گہرا اثر مرتب نہیں کیا تھا۔ اور جغرافیائی علوم کی موجودہ شاندار ترقی صرف یورپ کے علمائے جغرافیہ کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ ولیم، ڈی، تھارن بری(۱) اپنے اس اعتراف کے باوجود کہ ''روسۃالکبریٰ کے زوال کے بعد جب مغرب میں تاریکی اور جہالت کا دور دورہ تھا۔ عرب میں علمی تحقیقات جاری تھیں اور مسلم جغرافیہ دان پہاڑوں کی تخلیق، ان کی درجہ بندی اور طبعی و میکانکی عمل شکست و ریخت کی

---

(۱) ولیم، ڈی، تھارن بری، انڈیانا یونیورسٹی (ریاست ہائے متحدہ امریکہ) کے شعبہ ارضیات میں پروفیسر ہیں۔

سست رفتاری ایسے اہم جغرافیائی موضوعات پر جدید نظریات کا اظہار کر رہے تھے،، لکھتے ہیں کہ ’’مسلمان جغرافیہ دانوں کی ان تحقیقات نے یورپ پر کوئی اثر مرتب نہ کیا تھا،،(۲)

اس علمی تعصب اور فکری کردار کشی کے پس منظر میں جو جذبہ کار فرما ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ یورپی علماء، مسلمانوں کی علمی ترقی کی تاریخ ایک ایسے انداز میں مرتب کریں جو مسلمانوں کو قائل کر سکے کہ ان کے اسلاف قتل و غارت اور لوٹ مار کے سوا کچھ نہ جانتے تھے۔ علم و تحقیق سے بھلا ان کا کیا واسطہ؟ اس تعصب کے جواب کے لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم مسلمانوں کے علمی و ثقافتی ورثہ پر تحقیقی کام کریں اور اسے صحیح صورت میں پورے علمی زور کے ساتھ دنیا کے سامنے رکھیں اور اس پر مزید اضافہ کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔

ابو عبداللہ محمد بن محمد الادریسی ۱۱۰۰ء (۴۹۳ھ) میں شمالی افریقہ میں ’سیتا، (سبتہ) (۳) کے مقام پر پیدا ہوئے۔ یہ وہ دور ہے جب مسلمانوں کا سیاسی اقتدار روبہ زوال تھا۔ اور اسپین کی حکومت کی مرکزیت ختم ہو چکی تھی۔ انہوں نے قرطبہ(۴) میں تعلیم حاصل کی اور دنیا کی عظیم ترین یونیورسٹی ’جامعہ قرطبہ،(۵) سے سند فراغت حاصل کی۔ اور شمالی افریقہ کا جغرافیائی مطالعہ کرنے کے لئے سفر اختیار کیا۔ ادریسی سے قبل المہلبی (۹۸۵ء)

---

(۲) W. D. Thornbury, Principles of Geomonphology, Toppen Company, Ltd. (Tokyo-Japan) 1969. Page 4.

(۳) Ceuta ، مراکش کے شمال مغربی کونے میں تقریباً ۵ درجے طول بلد غربی پر واقع ہے۔ عربی تلفظ ’سبتة، ہے۔

(۴) قرطبہ (Cordova) جنوبی اسپین میں دریائے گاڈی الکویر کے کنارے طول بلد ۵ درجے پر واقع ہے۔ قرون وسطے میں اسلامی تہذیب و ثقافت کا مرکز رہا ہے۔

(۵) جامعہ قرطبہ، قرون وسطے میں علم و عرفان کا عظیم منبع اور شاندار مرکز، اس کی بنیاد عبدالرحمن سوم (۹۱۲ تا ۹۶۱ء) نے رکھی تھی۔ موجودہ اسپین کی اسکوریل لائبریری اسی یونیورسٹی کی باقیات میں سے ہے۔

المزینی الاندلسی (۹۸۰ء تا ۱۰۶۹ء) اور البیرونی (۹۷۲ تا ۱۰۵۰ء) نے شمالی افریقہ کے خطی جغرافیہ پر مفید کتابیں لکھی تھیں۔ جن میں سے المہلبی کی کتاب، جغرافیہ سوڈان، کو اس موضوع پر سب سے پہلی اور قدیم کتاب قرار دیا گیا ہے(۶) ادریسی کو سسلی(۷) کے بادشاہ راجر دوم (۱۱۰۵ - ۱۱۵۴ء) نے ۱۱۳۹ء میں دنیا کے معلوم علاقوں کا خطی جغرافیہ لکھنے پر مامور کیا۔ یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ قرون وسطیٰ میں علم جغرافیہ میں مسلمانوں کی صلاحیت اور فکری قابلیت کو تسلیم کیا جاتا تھا۔

ادریسی نے وادی نیل (مصر) اور سوڈان کے علاوہ براعظم افریقہ کے مغربی علاقوں کا بھی مطالعاتی سفر کیا۔ اور اس پورے علاقے کے طبعی خدوخال اور نباتات و حیوانات کی جغرافیائی تقسیم پر مواد جمع کیا۔ اس وقت کی دستیاب معلومات کے مطابق اس براعظم کی حدود اس قدر وسیع نہ تھیں جس قدر آج معلوم ہو چکی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ادریسی کا مطالعاتی سفر صرف شمالی علاقوں تک محدود رہا۔ ازاں بعد انہوں نے ایشیائے کوچک کا سفر اختیار کیا۔ اس مطالعاتی سفر کے دوران جمع ہونے والے مواد کے علاوہ ادریسی نے المہبلی، المزینی الاندلسی، البیرونی، پوٹالمی، المسعودی(۸) اور ابن حوقل(۹) کی تحقیقات کا مطالعہ بھی کیا۔ ۱۵ برس کی مسلسل محنت و کاوش کے بعد جغرافیہ عالم (world Geography) پر ایک کتاب لکھی جس کا نام ''نزھت المشتاق فی اختراق الآفاق،، رکھا(۱۰) یہ کتاب تین سو برس تک یورپ کی درسگاہوں

---

(۶) Siddiqui, Nafis Ahmad, Muslim Contribution to Geography (Lahore) 1965 Page 36.

(۷) سسلی (عربی نام صقلیہ) بحیرۂ روم کا ایک جزیرہ جو اٹلی کے جنوب میں طول بلد ۱۵ درجے مشرقی پر واقع ہے۔

(۸) المسعودی، ابو الحسن علی ابن الحسین (وفات ۹۵۶ء) مولف مروج الذھب و معدن الجواھر، علم زلزلیات اور ارضیات (Geology) کا عدیم النظیر فاضل۔

(۹) ابن ھوقل، ابو القاسم محمد (وفات ۹۷۵ء) نقشہ کشی کے فن میں ماہر تھے۔

(۱۰) عام طور پر یہی نام مشہور ہے۔ البتہ بطرس بستانی نے فی اختراق الآفاق کی جگہ فی اخبار الآفاق لکھا ہے (دائرۃ المعارف (بیروت، ۱۸۷۶ء) ۲ - ۶۷۴

کے نصاب میں شامل رہی اور علمائے یورپ اس کی تقلید کرتے رہے۔(۱۱) اس ناقابل تردید تاریخی واقعہ کی روشنی میں ہم ولیم ڈی تھارن بری اور دوسرے یورپی علماء کے اس بیان کی حقیقت کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ قرون وسطیٰ میں مسلمان جغرافیہ دانوں کی علمی تحقیقات نے یورپ میں ہونے والے تحقیقی کام پر کوئی اثر مرتب نہیں کیا تھا۔

اس مقالہ کا دامن اسقدر وسیع نہیں ہے کہ ادریسی کے تحقیقی کام اور اس کی جغرافیائی تخلیقات کا تفصیلی جائزہ لیا جائے(۱۲) اور علم جغرافیہ کے علاوہ دیگر علوم (مثلاً طب اور ہیئت وغیرہ) میں ان کی خدمات بیان کی جائیں۔ تاہم اختصار کے ساتھ تجزیاتی بحث کی جاتی ہے۔

ادریسی نے قدیم یونانی جغرافیہ دانوں(۱۳) کے مطابق دنیا کے معلوم علاقوں کو خط استواء سے شروع کرتے ہوئے آب و ہوا کے علاقائی اختلافات کی بنا پر دنیا کو سات خطوں میں اور پھر ہر خطہ کو مزید ۱۰ حصوں میں تقسیم کیا۔ خطوں کی تشکیل کا تصور یونانی جغرافیہ دانوں سے ضرور لیا گیا تھا۔ تاہم اس میں انہوں نے متعدد ترامیم کیں، مفید اضافے کئے اور اس کی کئی ایک خامیوں کی اصلاح کی(۱۴) اس امر کی نشاندھی ادریسی کے تیار کردہ ان تفصیلی نقشوں سے ہوتی ہے جو انہوں نے کتاب کی مساحتی وضاحت کے

---

(۱۱) موسیولی بان، تمدن عرب (ترجمہ سید علی بلگرامی) ۱۸۹۸ء، صفحہ ۳۲۲۔

(۱۲) Sohoy. C, 'Geography of the Muslims in Middle ages' American Geographical Review, Vol. XIV, 1924.

S. Maqbool Ahmad, 'India and the neighbouring teriories in the book of Idrisi, Translation and commentary (Leiden) 1960.

(۱۳) مثلاً بطلیموس، جغرافیہ بطلیموس (لاطینی) ۱۶۱۸ (پیرس) - اور سٹرابو، جغرافیہ سٹرابو (انگریزی) ایچ، ایل، جونز (لندن) ۱۹۶۹ -

(۱۴) آرنلڈ، تھامس اور الفرڈ گیام، میراث اسلام (ترجمہ عبدالمجید سالک) لاھور۔ ۱۹۶۰ ص ۱۱۵، ۱۲۱ -

لئے بنائے تھے۔ ادریسی نے آب و ہوا کے ان خطوں کی باقاعدہ درجہ بندی کی اور ان پر مغرب سے مشرق کی طرف نمبر بھی لگائے۔

ادریسی نے اس کتاب میں شمالی افریقہ، اسپین، ایشیائے کوچک اور بعض دیگر علاقوں کے مکمل جغرافیائی حالات و کوائف مثلاً طبعی و ارضیاتی، اشکال و خدو خال، آبادی کی ترکیب و تقسیم، آب و ہوا، دریاؤں کے نظام اور دریاؤں کے پانی حاصل کرنے کے منبع جات اور لوگوں کے معاشی و معاشرتی حالات وغیرہ درج کئے۔ جنوبی روس کے کاکیشیائی علاقوں کے جغرافیائی حالات اور یاجوج ماجوج(۱۵) سے متعلق معلومات کو درج کیا۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا مقالہ نگار لکھتا ہے کہ(۱۶) ''ادریسی نے نزہت المشتاق میں یاجوج ماجوج کے بارے میں افسانوی نوعیت کی معلومات دی ہیں،، لیکن اس بیان کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ ادریسی نے کاکیشیا(۱۷) اور اور آس پاس کے علاقوں کا خود سفر کیا تھا۔ وہاں کے طبعی خد و خال کو بچشم خود دیکھا تھا اور جنوبی روس کے باشندوں یاجوج ماجوج کے معاشرتی حالات اور آبادی کی تقسیم کا مطالعہ کیا تھا۔ نیز ان کے سامنے قرآن پاک کی یاجوج ماجوج سے متعلق تصریحات بھی موجود تھیں(۱۸) ان کے ہوتے ہوئے افسانوی باتوں کے لکھنے کا 'افسانہ، سمجھ میں نہیں آسکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے بیانات کا مقصد ادریسی کے تحقیقی کام کی قدر و قیمت کو کم کرنا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ علمی تعصب کے پس منظر میں کی جانے والی تنقید انصاف پر مبنی نہیں ہوسکتی۔

---

(۱۵) جنوبی روس کے سیتھئین قبائل کا نام ہے۔

(۱۶) Encyclopaedia Britanica, vol 11, Page 1067 (USA), 1970.

(۱۷) کوہ ہائے کاکیشیا، بحیرۂ اسود اور بحیرۂ خزر کے درمیان کا پہاڑی سلسلہ، جس کا ذکر قرآن پاک نے یاجوج ماجوج اور حضرت ذوالقرنین کے حالات میں کیا ہے (القرآن الکریم، سورہ کہف: ۹۳)

(۱۸) القرآن الکریم، سورۃ کہف، آیات ۹۴ تا ۹۸، سورۃ الانبیاء آیات ۹۵ تا ۹۷۔

نزہت المشتاق میں ادریسی نے بحر اوقیانوس میں واقع جزائر کنیری (۱۹) ازواز (۲۰) اور میڈریا (۲۱) کے حالات پہلی مرتبہ بیان کئے۔ اس سے پہلے ان جزائر کے بارے میں دنیا کو کچھ معلوم نہ تھا۔ ادریسی کی فراہم کردہ معلومات نے بحر اوقیانوس کے تفصیلی بحری مطالعے کی راہ ہموار کی۔ اس کے علاوہ انھوں نے دریائے نیل، دریائے نائیجر (نیل اصغر) اور سوڈان کے بارے میں ایسی جغرافیائی معلومات فراہم کیں جن کی صحت آج تک شک و شبہ سے بالا ہے۔ اس امر کا اعتراف عصر حاضر کے ایک یورپی جغرافیہ دان نے بھی کیا ہے۔(۲۲)

کتاب کے متن کی وضاحت کے لئے ادریسی نے ۷۰ نقشے بنائے۔ ایک کتاب کے لئے نقشوں کی اتنی بڑی تعداد، عرب نقشہ کشی کی پوری تاریخ میں ایک ریکارڈ کی حیثیت رکھتی ہے۔(۲۳) ان میں سے ایک نقشے میں براعظم افریقہ کا شمالی حصہ، ایشیا اور یورپ کا علاقہ دکھایا گیا ہے۔ نقشہ میں ان علاقوں کے دریائی نظاموں (River Patterns) اور پانی حاصل کرنے کے مقامات (Catchment Areas.) کو بڑی وضاحت کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں بڑے بڑے پہاڑی سلسلے بھی دکھائے گئے ہیں۔ نقشہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرون وسطیٰ میں دستیاب جغرافیائی معلومات کے مطابق براعظم افریقہ کو مشرقی سمت میں بہت زیادہ وسیع خیال کیا جاتا تھا۔

گذشتہ صفحات میں بیان کیا جا چکا ہے کہ یہ کتاب یورپ کی درس گاہوں

---

(۱۹) بر اعظم افریقہ کے مغربی ساحل کے قریب، بحر اوقیانوس میں عرض بلد ۲۰ اور ۳۰ درجے شمال کے درمیان واقع ہیں۔

(۲۰) عرض بلد نصف و ۳۷ درجے شمالی پر واقع چند جزائر کا مجموعہ۔

(۲۱) جزائر کنیری کے شمال میں عرض بلد ۳۲ درجے شمال (تقریباً) پر واقع ہے۔

(۲۲) Kimble, Geography in the Middle ages (Methuen-USA) 1939. Page 59.

(۲۳) Encyclopaedia of Islam, Edited by B. Lewis. CH. Pellat and J. Schaebt, vol. II (Leiden-London), 1965. (Article by S. M. Ahmed)

میں ۳۰۰ سال تک شامل نصاب رہی۔ یورپ کے علمائے جغرافیہ نے اس وقت اس کتاب سے استفادہ کیا جب پورا یورپ جہالت کی انتہاء گہرائیوں میں غرق تھا۔ اس دور کو علمی ترقی کے لئے عموماً اور علم جغرافیہ کی تاریخ میں خصوصاً تاریک دور کہا جاتا ہے۔ جو روسةالکبری کے عبرت انگیز انجام سے قبل ہی شروع ہو چکا تھا۔ عصر حاضر کا محقق مورخ اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ مسیحیت کے مذہبی نظام کے عروج نے علم، ثقافت، تہذیب اور میکانکی تحقیق کی نشوونما کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ اس تاریک دور میں دوسرے مسلمان علمائے جغرافیہ کی طرح ادریسی کی جغرافیائی تحقیقات نے یورپ کی درس گاھوں کی نصابی ضروریات کو پورا کیا۔

نزہت المشتاق کا لاطینی ترجمہ ۱۵۹۲ میں مطبع مدیتشی (Medici) سے روم میں شائع ہوا(۲۴)۔ اس کے بعد یوحنا الخسروی اور جبریل الصیہونی نے ۱۶۱۹ء میں Geogrphia Nubiemsis کے عنوان سے اس کا ترجمہ کیا جو پیرس سے شائع ہوا (۲۵)؟ اس کتاب کا فرانسیسی ترجمہ، جوبرٹ (Joubert) نے ۱۸۴۵ء میں فرانس سے شائع کیا۔ ان ترجموں سے قبل بھی یورپ میں اس کتاب سے استفادہ کیا جاتا رہا۔ ان ترجموں نے مزید استفادہ کے لئے راہ ہموار کردی۔ آب و ہوا کے علاقائی اختلافات کی بنا پر ادریسی نے جو خطے بنائے تھے انہی کے مطالعے اور دوسرے مسلمان جغرافیہ دانوں کے فراہم کردہ اعداد و شمار کو بنیاد بناتے ہوئے گراز یونیورسٹی (آسٹریا) کے پروفیسر ڈبلیو کوپن (W. Koppen) نے ۱۹۰۱ اور ۱۹۲۱ میں (۲۶) اور

---

(۲۴) Title: Oblectatio desiderantts in descriptioned & civitatum Principaliumet treatatuum et Provinciarum et insularum et urbium et Plagarue.

(۲۵) مترجمین نے دیدہ و دانستہ طور پر کتاب کو نوبیہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ جو انتہائی فاش غلطی ہے۔

(۲۶) G.T. Trewartha, 'Antroduction to climate' Mc Graw Hill Book Company, 1968 PP 393-399.

پروفیسر سی۔ ڈبلیو، تھارن ریٹ نے ۱۹۰۵ء میں (۲۷) دنیا کو آب و ہوا کے خطوں میں تقسیم کیا۔ مزید یہ کہ ادریسی اور دیگر مسلمان علمائے جغرافیہ نے افریقہ کے شمالی علاقوں کی صحرائی اور گرم خشک آب و ہوا پر جو تحقیق کی اس نے متعدد جدید جغرافیائی نظریات (جن کا بانی چارلس کارلائل (۱۷۹۷ تا ۱۸۷۵ء) اور اینڈریو رامسے (۱۸۱۴ تا ۱۸۹۲ء) وغیرہ کو قرار دیا جارہا ہے) کی بنیاد فراہم کی(۲۸)۔ اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ جغرافیہ اور متعلقہ سائنسی علوم (ارضیات، نباتات حیوانات اور علم آبادی وغیرہ) کی نظریاتی و فکری نشوونما بنیادی طور پر قرون وسطیٰ کے مسلمان علماء اور ریسرچ اسکالرز کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اس حقیقت کو جھٹلانا اس قدر آسان کام نہیں ہے جتنا کہ بعض متعصب یورپی مصنفین نے سمجھا ہے۔(۲۹) یہی وجہ ہے کہ یورپی مصنفین ہی کا ایک گروہ، ادریسی اور اسکے تحقیقی کام کی ستائش میں رطب اللسان ہے۔ اور اس حقیقت کا معترف کہ مسلمان علمائے جغرافیہ کی تحقیقات نے یورپ میں گہرے اثرات مرتب کئے تھے۔ اس ضمن میں ڈی، ایم، ڈنلاپ(۳۰) کمبل(۳۱) اور سر تھامس آرنلڈ(۳۲) کے نام بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

ادریسی کی تحقیقات کی اہمیت و افادیت کے مد نظر متعدد یورپی جغرافیہ

---

(۲۷) Ibid.

(۲۸) W.D. Thornbury, Principles of Geomosphology, Toppen Company Ltd. (Tokyo) 1969, Page 4, 8, 9.

(۲۹) ڈاکٹر نفیس احمد صدیقی (ڈھاکہ یونیورسٹی) نے اپنی کتاب میں اس سلسلے تفصیل سے بحث کی ہے۔ اور بتایا ہے کہ قرون وسطے میں جغرافیائی تحقیق اور نظریات کی نشو و نما میں مسلمانوں نے کیا خدمت انجام دیں۔ (صفحات ۱۳۳ تا ۱۵۷ - ترمیم شدہ ایڈیشن)

(۳۰) D.M. Dunlop, Arabic Science in the West. (PHS) Karachi, 1958.

(۳۱) Kimble, Geography in the Middle ages, 1939.

(۳۲) تھامس آرنلڈ، میراث اسلام (ترجمہ عبدالمجید سالک) ۱۹۶۰ء ص ۱۲۲ - ۱۲۳

دانوں نے ان پر مزید کام کیا ہے۔ مثلاً کونرڈ ملر نے ادریسی کے نقشوں کو جدید تکنیک کے مطابق تیار کیا اور اہل علم کے سامنے Mappa Arabica میں پیش کیا۔ اسی طرح جزائر برطانیہ کے نقشوں کو ڈی ایم ڈنلاپ نے ۱۹۴۷ء میں دوبارہ تیار کر کے پیش کیا(۳۳)۔ بر اعظم یورپ سے متعلق کتاب کے حصوں کو جی۔ سارٹن(۳۴) اور سی۔ بروکلمین (۳۵) نے بالترتیب انگریزی اور جرمنی میں منتقل کیا۔ مختصر یہ کہ ادریسی کے تحقیقی کام اور اس پر ہونے والی مزید تحقیق ہی کی بدولت مغرب کے علمائے جغرافیہ اس عظیم ریسرچ اسکالر سے بخوبی واقف ہیں۔ اور بعض محققین نے بجا طور پر اسے قرون وسطیٰ کا عظیم ترین جغرافیہ دان تسلیم کیا ہے۔ (۳۶)

گذشتہ صفحات میں علم جغرافیہ میں ادریسی کی مایۂ ناز اور شہرہ آفاق کتاب کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایک اور کتاب روض الانس و نزہۃ النفس کے نام سے ۱۱۵۴ء اور ۱۱۶۶ کے درمیانی عرصہ میں لکھی۔ ۱۳ویں صدی میں ابوالفداء (۱۲۷۳ء تا ۱۳۳۸ء) نے اس کتاب کے بعض حصوں کو کتاب المسالک و الممالک کے عنوان سے محفوظ کیا(۳۷)۔ ادریسی نے ان دو کتابوں کے علاوہ جست یا چاندی کا ایک گلوب اور ایک پلانی میٹر (plani meter) بھی تیار کیا۔ (۳۸) اور علم نباتات اور علم الادویہ

---

(۳۳) D.M. Dunlop, 'Scotland according to Idrisi, SHR (Scottish Historical Review) vol. XXVI, 1947.

(۳۴) G. Sarton, Introduction to the History of Science, 1927-48, vol. II

(۳۵) C. Brockelmann. Geschichte der Asabischen Literature, 2 vols. (Weimar), 1898-1902.

(۳۶) Siddique, Nafis Ahmed, 'Muslim contribution to Geography, 1965 (Lahore) P. 46

(۳۷) هاشم، صلاح الدین عثمان (مترجم) تاریخ الادب الجغرافی العربی، لجنۃ التالیف و الترجمہ والنشر (القاهره) ۱۹۶۳ء، ج ۱، ص [illegible]

(۳۸) پلانی میٹر سے نقشہ کے علاقوں کی پیمائش کی جاتی ہے۔

(Materia Medica) میں بھی چند کتابیں تالیف کیں۔

حیرت ہوتی ہے کہ اس عظیم مسلمان جغرافیہ داں کے مکمل کام کا آج کہیں وجود نہیں ہے۔ نزہت المشتاق کا مکمل نسخہ اب ناپید ہے۔ گلوب اور پلانی میٹر بھی اب ضائع ہوچکا ہے۔ علم نباتات اور علم الادویہ میں ادریسی کی خدمات بھی تقریبا ضائع ہو چکی ہیں۔ کچھ نامکمل نسخے پیرس کے (Bile lia theque Nationale) اور آکسفورڈ کے کتب خانہ بوڈلیان (Bodleian library) میں موجود ہیں۔ ۱۹۲۹ء میں استنبول میں حکماکلو علی پاشا کی مسجد سے ادریسی کا ایک اور قلمی مسودہ ملا تھا جس کے بعض مقامات پر نزہت المشتاق سے بھی زیادہ مواد موجود ہے۔ اتنے عظیم الشان کام کا یوں ضائع ہو جانا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ تاریخی شہادتوں اور قوی دلائل کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ اس کا تعلق، اہل یورپ کی علم دشمنی سے ہے جس کی تاریخ لکھنے کے لئے ایک محقق مورخ کے قلم کی ضرورت ہے۔ اہل یورپ کی تاریخ گواہ ہے کہ جب مسلمان سیاسی اقتدار سے محروم ہوئے ہیں تو یورپی درندوں نے لائبریریوں اور درسگاہوں کو نذر آتش کردیا۔ علماء کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور علم کو انسانی ترقی کی راہ کی ایک زبردست رکاوٹ قراردیا۔ یہ وہ حقائق ہیں جن کا اقرار آج خود یورپی محققین کر رہے ہیں (۳۹)۔ ان دشمنان علم و دانش نے ادریسی کی تخلیقات سے استفادہ کرنے کے بعد انہیں ضائع کرڈالا۔ آج انسائیکوپیڈیا برٹانیکا کا مقالہ نگار بڑی ''معصومیت،، کے ساتھ لکھتا ہے کہ ادریسی کی کتاب نزہت المشتاق ضائع ہوچکی ہے۔ اس نے اس کتاب کا جو خلاصہ تیار کیا تھا وہ بھی ضائع ہوچکا ہے۔ جلنت (یاچاندی) کا گلوب اور (planimeter) بھی ضائع ہو چکا ہے۔

(۳۹) رابرٹ بریفالٹ، تشکیل انسانیت (مترجمہ عبدالمجید سالک) ۱۹۶۳ (لاہور) ص ۲۵۱ تا ۲۶۰۔

(۴۰) ڈریپر، معرکہ مذہب و سائنس (ترجمہ ظفر علی خاں) ص ۱۵۰، ۱۲۸، ۱۲۹۔

(۴۱) لی بان، موسیو، تمدن عرب (ترجمہ سید علی بلگرامی) ص ۴۸۲ تا ۴۸۴

(۴۲) تھامس آرنلڈ اور الفرڈ گیام، میراث اسلام (ترجمہ عبدالمجید سالک) ص ۱۱۳ تا ۱۲۰۔

اور علم نباتات اور علم الادویہ میں بھی ادریسی کی تحقیقات ضائع ہو چکی ہیں وغیرہ وغیرہ (۴۰) یہ مقالہ نگار "ضائع ہوجانے" اور "سراغ نہ ملنے" کے وجوہات پر روشنی نہیں ڈالتا۔ لیکن حقائق کو چھپایا نہیں جاسکتا۔ علامہ بطرس لبستانی اپنے دائرۃ المعارف (۴۱) میں واشگاف الفاظ میں لکھتے ہیں کہ ادریسی کی کتاب نزہت المشتاق، اسکریال (اسکوریل) میں جلادی گئی تھی۔ کتابوں کو آگ لگانے کا یہ واقعہ جامعہ قرطبہ کی عظیم لائبریری سے متعلق ہے اس قسم کے بیسیوں واقعات کی صورت میں ۶۰ لاکھ سے زائد کتابوں کو جلا کر راکھ کردینے کی یورپی وحشت و بربریت کا باقاعدہ ریکارڈ موجود ہے۔ یہی مقالہ نگار ادریسی کی تحقیقات میں ریاضیاتی اور بیانیہ نوعیت کی غلطیوں کی نشاندھی بھی کرتا ہے (۴۲)۔

ان معترضین کو معلوم نہیں ہے کہ قرون وسطے کے مسلمان جغرافیہ دانوں نے خود ریاضیاتی جغرافیہ کی بنیاد رکھی تھی۔ اور اس کی تمام تر فکری اور نظریاتی ترقی و نشوونما کے ذمہ دار مسلمان جغرافیہ دان ہی تھے (۴۳) انہی جغرافیہ دانوں نے زمین کی شکل، ہئیت، حجم، حرکات اور مختلف سمتوں کا صحیح تعین کیا تھا۔ انہی تحقیقات نے آج کے جدید ریاضیاتی جغرافیہ کی بنیاد کا کام دیا۔ لہذا یہ کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ ریاضیاتی جغرافیہ کے اساسی فکر کے خالق، اپنی کتابوں میں غلطیوں کی بھرمار کر رہے تھے۔

---

(۴۰) Encyclopaedia Britanica, vol. II, Page 1067-68 (USA) 1970.

(۴۱) بستانی، بطرس المعلم، دائرۃ المعارف (بیروت) ۱۸۷۶ء ج ۴ ص ۹۲۵۔

(۴۲) Encyclopaedia Britanica, vol. II, Page 1067-69 (USA) 1970.

(۴۳) Siddiqui, Nafis Ahmed, Muslim contribution to Geography, Lahore 1965, pp. 87-118.